شہروں کی بربادی اور آبادی کے اسباب

از افادات امام ولی اللہؒ

مولانا عبدالحمید سواتی

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ شہر ایک شخص واحد کی طرح ہوتا ہے۔ اور یہ وحدت اس کے باہمی مربوط ہونے کی وجہ سے ہے۔ شہر مختلف اجزاء سے مرکب ہوتا ہے۔ اور یہ ایک مسلّم بات ہے کہ ہر مرکب میں خلل اور خرابی واقع ہونے کا امکان رہتا ہے یہ خرابی کبھی تو اس کی صورت میں ہوتی ہے اور کبھی اس کے مادہ میں اور ایسے امراض کے لاحق ہونے کا بھی ہر وقت خطرہ لاحق رہتا ہے۔ شہر (تمدن) کی بیماری سے مراد یہ ہے کہ اس میں نامناسب حالات پیدا ہو جائیں۔ اور اس کی صحت سے مراد یہ ہے کہ اس کی حالت ایسی ہو جو اس کے حسن اور خوبصورتی کا باعث ہو۔ شہر میں خرابیاں کئی طرح پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً کچھ ایسے شریر لوگ ملک پر مسلط ہو جائیں جو خواہشات پر چلنے والے ہوں۔ وہ منصفانہ قانون کی پیروی ترک کر دیں اور ناحق لوگوں کے اموال ہتھیانے لگ جائیں یا لوگوں کی جانوں کو ناحق ہلاک کرنے لگ جائیں۔ یا لوگوں کی عزت و آبرو میں دست انداز ہوں۔ اسی طرح شہر کو بگاڑنے والے اسباب میں ایسے مضر افعال بھی ہیں جو اس کی زندگی کے لئے پوشیدہ طور پر نقصان رساں ہوتے ہیں۔ جیسے جادو اور سحر اور لوگوں کی خوراک وغیرہ میں زہریلی اشیاء شامل کرنا۔ اسی زمرہ میں وہ لوگ آتے ہیں جو زیادہ منافع کمانے کی خاطر آٹے، ہلدی، دودھ، مرچ، گھی وغیرہ میں بعض اوقات نہایت ہی مضر صحت اشیاء شامل کر دیتے ہیں، اسی طرح لوگوں کو فساد پر ابھارنا، عورتوں کو اپنے خاوندوں کے خلاف بھڑکانا۔ یہ سب تمدن کو فاسد کرنے والے اعمال ہیں۔ اسی طرح تمدن کو بگاڑنے والی کچھ عادات فاسدہ بھی ہیں۔ جن کے مرتکب لوگ ارتفاقات واجبہ کو ترک کر دینے کی وجہ سے تمدن کو بگاڑ دیتے ہیں اسی طرح عادات قبیحہ میں یہ چیزیں بھی داخل ہیں مثلاً عورتیں مرد بننے کی کوشش میں لگ جائیں یعنی مردوں جیسی وضع قطع اختیار کر لیں۔ یہ چیزیں تمدن کے

لئے مہلک ہیں۔ اسی طرح لمبے چوڑے جھگڑوں اور تنازعات کا پیدا ہو جانا۔ یا شراب نوشی کی عادت اختیار کرنا اس سے بھی تمدن فاسد ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح کچھ معاملات ہیں جو تمدن کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں جیسے قمار بازی، سود خوری، رشوت ستانی، ناپ تول میں کمی، سامان تجارت میں عیب کو ظاہر نہ کرنا بلکہ اسے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرنا۔ تلقی جلب (ضرورت کے وقت چند آدمی سامان تجارت کو اپنے قبضہ میں کرلیں اور اس سے منافع کمانے کی سوچیں) اور اسی طرح تمدن کو برباد کرنے والی چیز ذخیرہ اندوزی ہے۔ اور بغیر خریدنے کی خواہش کے محض گاہکوں کو نقصان پہنچانے کے لئے قیمت زیادہ بولنا تاکہ خریدار کو نقصان ہو ایسے ہی شہر کو فاسد کرنے والے اسباب سے یہ بھی ہے کہ موذی جانور زیادہ ہو جائیں اور اسی طرح حشرات الارض اور کیڑے مکوڑوں کی زیادتی سے بھی شہر میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے ایسے حالات میں شہر کی حفاظت کی خاطر انہیں ہلاک کرنا ضروری ہوگا۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ شہر اور تمدن کی حفاظت کا کامل درجہ یہ ہے کہ ایسی عمارتیں تعمیر کی جائیں جن سے سب لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مثلاً شہروں کی فصیلیں اور پناہ گاہیں، سرائیں، قلعے، سرحدی چوکیاں۔ بازار اور پل تعمیر کئے جائیں۔ اسی طرح کنوئیں کھودے جائیں اور چشموں سے پانی نکالنے کا بندوبست کیا جائے۔ دریاؤں اور نہروں میں کشتی رانی کا انتظام کیا جائے اور اسی طرح تاجروں کو تاکید کی جائے۔ کہ وہ سامان خورد و نوش اور مختلف اجناس کو شہروں میں لائیں اور شہر والوں کو تاکید کی جائے کہ باہر سے آنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور ان سے بدسلوکی سے پیش نہ آئیں۔ اس سے تجارت کی ترقی کے وسیع امکانات پیدا ہونگے۔ نیز کسانوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ زمین کے کسی حصہ کو بغیر کاشت کے نہ چھوڑیں۔ اسی طرح صنعت و حرفت والوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ صنعتی اشیا اچھے طریقہ سے تیار کریں۔ اسی طرح لوگوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ فضائل کا اکتساب کریں۔ لکھنا پڑھنا سیکھیں۔ حساب کی مہارت بہم کریں۔ تاریخ اور طب جیسے مفید فن سیکھیں۔ علم و معرفت کی وہ تمام چیزیں حاصل کریں، جن سے صحیح طور پر منصوبہ بندی کی جا سکتی ہے۔ ملک اور شہر کی خبریں حاصل کریں تاکہ معلوم ہوتا رہے کہ ملک میں مفسد لوگ کون ہیں اور اچھے لوگ کون۔ اسی طرح غرباء اور مساکین کا پتہ چل سکے تاکہ ان کے ساتھ تعاون کیا جاسکے اور اچھی قسم کے کاریگر اور صنعت کاروں کا علم ہوسکے تاکہ ان کی عمدہ اور مفید قسم کی صنعتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

امام ولی اللہ فرماتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں شہروں کی تباہی اور بربادی کے دو بڑے سبب ہیں۔ ایک سبب یہ ہے کہ لوگ بیت المال اور سرکاری خزانے پر بوجھ بن جاتے ہیں۔ اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ مختلف بہانوں سے ناحق مال بٹورنے لگ جاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں فوج سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس لئے ہمیں وظیفہ ملنا چاہیئے۔ کچھ علماء وغیرہ کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم علم کی خدمت کرتے ہیں اس لئے ہمیں جاگیر یا منصب ملنا چاہیئے۔ کچھ لوگ شعراء اور نادہین کرآتے ہیں، جن پر انعام واکرام کرنا بادشاہوں کی عادت ہوتی ہے۔ اسی طرح کے اور بہانے بناتے ہیں جو کسی نہ کسی طرح گداگری کے وجوہ میں سے ہوتے ہیں۔ لیکن کام اس کے بدلہ میں کچھ نہیں کرتے۔ اس قسم کے لوگوں کی تعداد جب رفتہ رفتہ بڑھ جاتی ہے۔ تو یہ ایک دوسرے کے لئے تنگی کا باعث بنتے ہیں اور شہر پر بوجھ بن جاتے ہیں۔

شہروں کی بربادی کا دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ حکومتیں کاشتکاروں، تاجروں اور پیشہ وروں پر بڑے بھاری ٹیکس لگاتی ہیں اور ان ٹیکسوں کی وصولیابی کے لئے ان لوگوں کو تنگ کرتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فرمانبردار لوگ جو بغیر جبر کے ٹیکس ادا کرتے ہیں آہستہ آہستہ ان کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور جو لوگ طاقتور اور سخت ہوتے ہیں وہ ٹیکس ادا کرنے سے انکار کرتے ہیں اور حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔

امام ولی اللہ اس موقعہ پر دور حاضر کے لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

انما تصلح المدینۃ بالجبایۃ الیسیرۃ واقامۃ الحفظۃ بقدر الضرورۃ فلیتنبہ اہل الزمان بہذہ النکتۃ

(حجۃ اللہ البالغہ باب سیاستہ المدنیہ)

(یعنی ملک اور شہر کی اصلاح آسان ٹیکس لگانے اور بقدر ضرورت محافظ رکھنے سے ہی ہو سکتی ہے۔ موجودہ زمانہ کے لوگ اس نکتہ سے باخبر رہیں۔)

امام ولی اللہؒ کے اس بیان میں کتنی بڑی صداقت پوشیدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ دور میں تمام ممالک میں حد سے بڑھے ہوئے فوجی مصارف ایسے ہیں کہ جن سے تمام ممالک کی معیشت ابتر ہوجاتی ہے اسی طرح طاقت سے زیادہ ٹیکس وغیرہ لگانے سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں حکومتیں ان کا مشاہدہ کرتی رہتی ہیں مگر افسوس کہ اس ظلم کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتیں۔

امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ معاش کے وہ ذرائع جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے مباح

فرمایا ہے، ان میں سے کچھ تو وہ ہیں، جن سے مباح زمین (ایسی زمین جس پر کسی کا قبضہ نہ ہو) سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ ذرائع گلہ بانی یا مویشیوں کی پرورش، زراعت، صنعت و حرفت تجارت، سیاست مدن اور سیاست ملت ہیں (امام ولی اللہ نے سیاست مدنی و ملی کو مستقل پیشہ شمار کیا ہے) اب اگر لوگ ان مفید پیشوں کے بجائے ایسے پیشے اختیار کریں جن کا تمدن میں دخل نہ ہو تو یقینی بات ہے کہ یہ تمدن اور شہریت کو تباہ و برباد کرنے والے ہوتے ہیں اس لئے لوگوں کو خدا کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ یہ پیشے حرام ہیں "وهذه کلها مدمرة للمدينة فالهموا انها محرمة"[1] نافرمان لوگ اپنے شریر نفوس کی وجہ سے ان امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور عادل حکمران ان کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں اس کے بعد امام ولی اللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ناجائز ٹیکس وصول کرنا بمنزلہ ڈاکہ زنی کے ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہے۔ تمدن کے فساد و خرابی کے سلسلہ میں ہی امام ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغہ کے باب "الرسوم السائرہ" میں لکھتے ہیں۔

"کبھی ایسا ہوتا ہے کہ لوگ صحیح قوانین پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ باطل بھی مل جاتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگوں پر صحیح قوانین خلط ملط ہو جاتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ملک میں ایسے لوگ برسر اقتدار آجاتے ہیں جن میں آراء جزئیہ (ذاتی خواہشات و اغراض) غالب ہوتی ہیں اور مصالح کلیہ (مفاد عامہ) کو یہ لوگ بالکل ترک کر دیتے ہیں لہذا کبھی تو یہ لوگ اعمال سبعیہ (درندوں جیسے کاموں) کی طرف مائل ہو جاتے ہیں جیسے کہ راہ زنی، لوٹ کھسوٹ یا شہوت رانی کے کام۔ یا یہ لوگ اکساب ضارہ یعنی نقصان دہ پیشوں کو اختیار کر لیتے ہیں۔ جیسے سودی لین دین، ناپ تول میں کمی، یا ایسی عادات جو اسراف پر مبنی ہوتی ہیں، یا ایسی چیزوں کو اختیار کرتے ہیں جو غافل بنانے والی ہوں، ان کے اختیار کرنے سے امور معاش میں بہت سی باتوں کو مہمل چھوڑنا پڑے گا اور یہ معاد سے بھی غافل بنا دیں گی جیسے مزامیر اور گانے بجانے کے آلات، شطرنج کھیلنا شکار کے درپے ہو جانا، کبوتر بازی اور ایسے دوسرے اشغال۔

امام ولی اللہ فرماتے ہیں کہ جو بنیادی پیشے ہیں۔ مثلاً زراعت، گلہ بانی، اموال مباح کو حاصل کرنا

---

[1] (ترجمہ) یہ سب شہریت کو تباہ کرنے والے ہیں۔ چنانچہ ان کے حرام ہونے کا الہام کیا گیا۔

مختلف قسم کی صنعتیں، نجاری، آہنگری، کپڑے بُننا۔ یہ اہم ترین پیشے ہیں پھر تجارت ایک بہت بڑا پیشہ ہے اسی طرح شہریت اور تمدن کے مصالح کی حفاظت ایک مستقل پیشہ ہے۔ پھر تمام وہ ضروریات جنکی لوگوں کو احتیاج ہوتی ہے ان کی بہم رسانی میں مشغول ہونا اس کے الگ الگ پیشے ہیں نیز جس قدر لوگ ترقی کرتے جاتے ہیں مختلف پیشوں کی شاخیں پھوٹتی رہتی ہیں۔ اب ہرانسان کسی خاص پیشے کے ساتھ ہی متعلق ہوسکتا ہے اور اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہر شخص میں خاص قسم کی قوتیں ہوتی ہیں، جو کسی خاص پیشے کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں۔ ایک بہادر آدمی کے لئے فوجی ملازمت ہی مناسب ہوتی ہے۔ ایک بیدار مغز انسان کے لئے حساب داں ہونا ہی مناسب ہوگا۔ جس شخص کا جسم مضبوط ہو، وہ بوجھ اٹھانے یا مشقت کے کام کرنے کے لائق ہوسکتا ہے کبھی اتفاقات کی بنا پر بھی بعض کام بعض لوگوں کے قابل ہوتے ہیں مثلاً ایک لوہار کے بیٹے اور اس کے پڑوسی کے لئے لوہار کا کام زیادہ آسان ہوتا ہے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اسی طرح ساحل دریا پر بسنے والے شخص کے لئے مچھلی کا شکار زیادہ آسان ہوتا ہے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں مناسب پیشہ نہیں ملتا یا وہ کسی وجہ سے اس میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اس صورت میں وہ مضر پیشوں کی طرف جھک پڑتے ہیں۔

شہریت اور تمدن کی اصلاح کے لئے جن چیزوں کا ہونا ضروری ہے، ان پر بحث کرتے ہوئے امام ولی اللہ فرماتے ہیں :۔ معاملات کے سلسلہ میں اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک چیز کے دوسری چیز سے تبادلے کو بیع کہتے ہیں اور عین چیز کا تبادلہ منافع کے عوض، اس کو اجارہ (مزدوری) کہتے ہیں۔ شہریت اور تمدن کا انتظام کبھی استوار نہیں رہ سکتا جب تک کہ آپس میں الفت و محبت نہ ہو اور یہی الفت و محبت بعض اوقات ضرورت کی چیزوں کو بلا معاوضہ صرف کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ اسی بنا پر ہبہ و عاریت وغیرہ کی صورتیں پیش آتی ہیں نیز الفت کبھی تام نہیں ہوسکتی۔ جب تک کہ فقراء و مساکین کے ساتھ ہمدردی نہ ہو۔ اس لئے صدقات وغیرہ کا نظام قائم ہوجاتا ہے۔ انسانی تمدن قائم کرنے والے بعض اسباب کو سرانجام دینے والے بعض لوگ بے وقوف اور احمق ہوتے ہیں۔ بعض نہایت ہی اچھی طرح کارکردگی رکھنے والے ہوتے ہیں۔ بعض مفلس ہوتے ہیں اور بعض دولت مند۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اعمال خسیسہ کے انجام دینے سے عار کرتے ہیں اور بعض آدمی ایسے اعمال سے کچھ بھی عار محسوس نہیں کرتے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں بہت سی ضروریات کا سامنا ہوتا ہے اور بعض لوگ

فارغ البال ہوتے ہیں اس لئے ہر انسان کی معیشت کبھی مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ دوسروں کا تعاون اسے حاصل نہ ہو اس لئے معاملات میں شروط کی پابندی لازمی ٹھہری۔ اسی بنا پر مزارعت، مضاربت، اجارہ شرکت، وکالت وغیرہ مختلف پیشوں کا وجود عمل میں آیا اور انسانی ضرورتوں کے پیش نظر قرض کی لین دین اور امانت وغیرہ کا سلسلہ قائم ہوا۔ پھر انسانی معاشرے میں تجربہ سے لوگوں نے معلوم کیا کہ خیانت اور حق سے ٹال مٹول کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اس لئے شہادت، کتابت، وثائق، رہن، کفالت اور حوالت وغیرہ معرض وجود میں آئے۔ پھر جس قدر انسانوں میں رفاہیت (خوش حالی) زیادہ ہوتی گئی، اسی طرح تعاون کی صورتیں بھی مختلف ہوتی گئیں، غرض تم کسی قوم کو نہیں پاؤ گے جو یہ معاملات نہ کرتی ہو۔ اور ان میں عدل و انصاف یا ظلم و زیادتی کی معرفت نہ رکھتی ہو۔ شہر کی اصلاح امام ولی اللہ کے نزدیک کن عوامل سے ممکن ہے، انہیں بیان کرنے سے پہلے انہوں نے شہر کی تعریف کی چنانچہ اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں جہاں ابواب ابتغاء رزق کی بحث کی ہے وہاں فرماتے ہیں۔ "جان لو کہ جب کسی شہر میں دس ہزار انسان مجتمع ہو جائیں تو سیاست مدنی لوگوں کے پیشوں سے بحث کرے گی اب اگر اکثر لوگ صنعت کا پیشہ اختیار کرلیں یا زیادہ تر لوگ شہری سیاست میں حصہ لینے لگ جائیں اور تھوڑے سے لوگ جانوروں کی پرورش اور زراعت کا پیشہ اختیار کریں تو دنیا میں ان لوگوں کا حال خراب ہو جائیگا اور اگر لوگ شراب سازی کا پیشہ اور بت فروشی کا مشغلہ اختیار کرلیں تو اس سے لوگوں کو ترغیب ہوگی کہ وہ ان چیزوں کو استعمال کریں اس سے ان لوگوں کی دین میں تباہی ہوگی۔ اور اگر پیشوں کو اس طرح تقسیم کیا گیا جس طرح حکمت تقاضا کرتی ہے اور ان لوگوں کو برے اور قبیح پیشوں کو اختیار کرنے سے روکا گیا اور قانوناً ان کے ہاتھوں کو پکڑا گیا تو لوگوں کی حالت درست ہو جائے گی۔"[1]

---

[1] مسلم شریف کی شرح میں امام نووی نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ وقال الامام ابوالحسن الماوردی من اصحابنا فی آخر کتابہ "الاحکام السلطانیۃ" ویمنع المحتسب من یکتسب بالکہانۃ واللھو، ویؤدب علیہ الآخذ والمعطی، ج۔ ۲ ص ۱۹

اور ہمارے اصحاب میں سے امام ماوردی نے اپنی کتاب احکام سلطانیہ کے آخر میں فرمایا ہے کہ محتسب (کوتوال) منع کرے ایسے لوگوں کو جو کہانت (رمل، دست شناسی، غیب دانی) کے ذریعہ کمائی کرتے ہیں یا کھیل تماشہ کے ذریعہ کمائی کرتے ہیں کوتوال اس پر دونوں کو تنبیہ کرے لینے اور دینے والے کو۔ تنبیہ سے مراد تعزیر لگانا ہے۔ (سواتی)

وں کی خرابی اس سے بھی ہوتی ہے کہ بڑے لوگ باریک زیورات، نفیس لباس اور عمدہ قسم کی عمارتوں
ے درجہ کے کھانوں اور حسین وجمیل عورتوں کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی یہ رغبت اس سے زائد
تی ہے، جس کا تقاضا ارتفاقات ضروریہ کرتے ہیں یا جن کا پایا جانا ضروری ہے۔ اور ان کے بغیر لوگ
نہیں سکتے۔ اور جن پر عرب وعجم کے سب لوگ متفق ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ ایسے پیشے
ار کر لیتے ہیں جن سے ان امراء کی خواہشات پوری ہوتی ہیں۔ جب انسانوں کی ایک اچھی خاصی جماعت
پیشوں کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے زراعت اور تجارت کے پیشوں کو مہمل چھوڑ دیا جاتا ہے اور شہر
بڑے بڑے لوگ ان پیشوں میں بڑے بڑے اموال خرچ کرتے ہیں اور شہر کے دوسرے مصالح
وڑ دیتے ہیں تو آخر کار یہ چیز لوگوں کے لئے تنگی کا باعث بن جاتی ہے خصوصاً ان لوگوں کے لئے جو ضروری
ں میں مشغول ہوتے ہیں جیسے کسان، تاجر، کاریگر۔ ان پر دگنے ٹیکس لگا دیئے جاتے ہیں اس سے
یت اور تمدن کو ضرر پہنچتا ہے اور یہ ضرر ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف سرایت کرتا ہے
ں تک کہ سب لوگ اس آفت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بیماری اس طرح تمدن اور شہر کے
ورریشے میں پھیل جاتی ہے۔ جس طرح باولے کتے کے کاٹنے کا زہر ایک شخص کے تمام جسم میں پھیل
تا ہے۔ یہ تو وہ نقصان ہے جو انہیں دنیا میں پہنچتا ہے لیکن وہ نقصان جو دینی طور پر انہیں لاحق ہوتا ہے
تاج بیان نہیں۔ جب یہ بیماری عجم کے تمام شہروں میں پھیل گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
قلب مبارک میں یہ چیز ڈال دی کہ وہ اس بیماری کا علاج کریں اور اس کی جڑ کاٹ دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ
وسلم نے جب ان مضر چیزوں کے موقع ومحل کی طرف دیکھا جن میں کہ یہ پائی جاتی ہیں جیسے کہ گانے والی
تیں ریشم کے لباس، سونا چاندی کسی سے فروخت کرنا اور ان سے اس قسم کے زیورات تیار کرنا
ہنے ان سب سے منع فرمایا۔

امام ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ "کے باب" الاحکام التی یجر بعضہا البعض" میں شریعت کے جو مختلف
ول بیان کئے ہیں، ان میں ایک اصل (قانون) یہ بھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب شارع نے ایک چیز
تی اور قطعی حکم دیا ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ اس کے مقدمات اور دواعی کی ترغیب دی جائے۔ اسی
ح جب اس نے کسی چیز سے منع کیا ہے تو اس کے تقاضا یہ ہے کہ اس کے ذرائع بھی بند کئے جائیں
س چیز کے دواعی اور اسباب کو کالعدم بنایا جائے چنانچہ جب عبادت اصنام سے منع کیا۔ اور اس کو

گناہ قرار دیا گیا تو چونکہ اصنام کے ساتھ میل جول کرنا بھی ان کی پرستش کی طرف پہنچاتا ہے جیسا کہ پہلی امتوں میں ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ بھی ممنوع قرار دیا۔ اسی طرح جب شراب نوشی حرام قرار دی گئی تو لازم ٹھہرا کہ شراب سازی کرنے والوں کو پکڑا جائے۔ اور ایسی دعوتوں میں شرکت سے منع کیا جائے۔ جن میں دسترخوان پر شرابیں لائی جائیں۔

امام ولی اللہ فرماتے ہیں۔ تمدن اور شہر کو پاک کرنے کے لئے اسلامی حکومت کا فرض ہوگا کہ برے پیشے ممنوع قرار دیئے جائیں۔ اور وہ تمام ذرائع بھی بند کردیئے جائیں جو معصیت کی ترویج کا باعث بنتے ہیں

الاعانة فی المعصیة وترویجها	معصیت میں اعانت کرنا اور اس کو رواج دینا اور
وتقریب الناس الیها معصیة وفساد فی الارض	اسی طرح لوگوں کو معصیت کے قریب کرنا یہ سب خود معصیت اور فساد فی الارض ہے۔

اس طرح امام ولی اللہ نے اپنی کتاب "بدور بازغہ" میں ایک فصل باندھی ہے۔ الفساد فی اهل المدینة فیما بینهم علی وجوه یعنی اہل شہر یا ملک میں فساد کئی طرح ہوتا ہے۔ اور پھر شق وار سات صورتیں ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ فساد کی ایک صورت یہ ہے کہ لوگ آپس میں عقیدہ کے لحاظ سے مختلف ہوں اور ان کے فرقے بن جائیں۔ یہ تفرقہ بازی باطل سے خالی نہ ہوگی اب اگر یہ باطل عبادات میں شامل ہو جائے تو یہ لوگ معاد کے متعلق ضرر میں پڑ جائیں گے۔ اور اگر یہ تفرقہ بندی معاملات میں ہو تو دنیاوی کاروبار میں نقصان اٹھائیں گے۔ اور ضرر میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ تفرقہ بازی اکثر جھگڑوں کی طرف پہنچاتی ہے اور یہی فساد کی اصل ہیں۔

اس کا علاج یہ ہے کہ مرتدین (دین اسلام سے برگشتہ ہو جانے والے) اور زنادقہ (دین کے اصولوں کو

لہ ان چیزوں کی حرمت کے متعلق قطعی احکام شریعت موجود ہیں چنانچہ مسلم جلد ثانی میں یہ روایت موجود ہے عن جابر بن عبداللہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عام الفتح وهو بمکة ان اللہ ورسوله حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فتح مکہ کے سال جب کہ آپ مکہ مکرمہ میں تھے آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے۔ (سواتی)

غلط معانی پہنانے والے) سے توبہ کرائی جائے اوران کے شکوک وشبہات رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر وہ نہ مانیں تو ان کا علاج قتل سے کیا جائے۔

۲۔ پوشیدہ طور پر ملک اور شہر کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے جیسے سحر اور جادو سے اور لوگوں کی خوراک میں زہریلی اشیاء ملانے سے، یا جیسا کہ عیار لوگ کرتے ہیں کہ خالی ہاتھ خرید وفروخت کرتے ہیں ان کے پاس مال بالکل نہیں ہوتا۔ اوران کی غرض صرف یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کے حقوق کو ضائع کیا جائے۔ یا جیسے مسخرے قسم کے مفتی جو لوگوں کو حیلوں کی تدبیریں سکھلاتے ہیں یا جیسے دوسرے ممالک کے جاسوس جو ملک کی تباہی اور بربادی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ ان کو قید کیا جائے یا اگر قتل مناسب ہو تو قتل کیا جائے۔

۳۔ فساد کی تیسری صورت یہ ہے کہ لوگوں کے اموال کو نقصان پہنچایا جائے۔ ایسے لوگوں پر جس طرح مناسب ہو تعزیر لگائی جائے۔ یا جیسے چوری کرنے والے یا ڈاکہ ڈالنے والے (ان کے لئے قرآن کریم میں جو سزائیں تجویز کی گئی ہیں وہ دی جائیں مثلاً چوروں کے ہاتھوں کو کاٹا جائے۔ اور ڈاکہ ڈالنے والوں کو سولی پر لٹکایا جائے)

۴۔ فساد کی چوتھی صورت یہ ہے کہ لوگوں کے خون بہائے جائیں اور قتل کے ذریعہ ان کی جانیں تلف کی جائیں قتل یا عمد کی صورت میں ہوگا (جس کی سزا قصاص ہے) یا قتل خطا کی صورت میں ہوگا (اس کی حد دیت اور کفارہ ہے) یا شبہ عمد ہوگا (اس کی حد بھی دیت مغلظہ اور کفارہ ہوگا) یا زخم لگانے کی صورت میں ہوگا (زخموں کی دیت اور قصاص کا حکم قرآن وسنت میں موجود ہے۔

۵۔ فساد کی پانچویں صورت یہ ہے کہ لوگوں کی عزت آبرو برباد کی جائے۔ ان کے انساب کو برباد کیا جائے ان پر جھوٹی تہمتیں لگائی جائیں۔ گالی گلوچ بکنا یا سخت سست اور نامناسب باتیں کرنا بھی اس میں داخل ہے

۶۔ چھٹی صورت یہ ہے کہ لوگوں کو فساد پر ابھارا جائے اور برائی کی ترغیب دی جائے۔ جیسے زنا کی ترغیب دینا یہ ایک ایسی قباحت ہے جو فطرت کے خلاف ہے۔

اسی طرح قمار بازی اور سود خوری ہے کیونکہ ان میں جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں اسی طرح شراب نوشی ہے کیونکہ اس سے دین کی خرابی پیدا ہوتی ہے اور لڑائی جھگڑے پیدا ہونے کا سبب بنتی ہے۔

۷۔ فساد تمدن کی ساتویں صورت یہ ہے کہ انسان کی پیدائشی فطرت کو تبدیل کیا جائے۔ اس سے

تمدن اور شہریت میں فساد اور بگاڑ، طرح طرح کی قباحتیں اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے مردوں کو ایسی صفات پر پیدا کیا جو فحول (نروں) کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں اور عورتوں کو ایسی صفات پر پیدا کیا ہے کہ جن کے ساتھ پردۂ ستر مناسب ہے۔ اب مردوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عادات اور لباس کو ترک نہ کریں، اور عورتوں پر ضروری ہے کہ وہ بھی اپنی عادات اور لباس کو ترک نہ کریں۔

یہ ہیں فساد تمدن کے اسباب (جن کو امام ولی اللہ نے بیان فرمادیا) ان فسادات کی اصلاح ضروری ہے۔ مصلح کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان سب اسباب فساد پر نظر کرے اب لامحالہ یا تو جرم کسی خاص شخصیت میں یقینی اور قطعی طور پر جرم ثابت نہ ہو سکے گا۔ بلکہ جرم کی طرف اس کا میلان اور اس سے ملوث ہونا ثابت ہوگا تو ایسی صورت میں حاکم کے لئے ضروری ہے کہ موثر قسم کی زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) کرے۔ نیز یہ بات ملحوظ رہے کہ ہر جرم کی ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔ بعض جرائم بعض سے کم موثر ہوتے ہیں اور اسی طرح جرائم کا وزن بعض اوقات اس طرح کم و بیش ہوتا ہے کہ بعض لوگ زیادہ جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور بعض کم۔

امام ولی اللہ فرماتے ہیں کہ شہریار (سربراہ مملکت یا حاکم) کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان جرائم پر نظر عمیق سے غور کرے اور پھر فیصلہ کرے۔ نیز یہ ضروری ہے کہ وہ ملک کے لوگوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھے اور ان کے لئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور اہل ملک کی طرف اس کی توجہ و نگاہ ہر وقت رہے اور اس کی شفقت زیادہ سے زیادہ ان کی طرف مبذول رہے۔

یہ بات خرابیوں کی اصلاح اور علاج کی طرف صحیح طور پر رہنمائی کرنے والی ہوگی بشرطیکہ وہ شہریار اس طریق پر قائم رہے، اور اگر کسی وقت اس پر معاملہ مشتبہ ہو جائے تو پھر وہ بات اختیار کرے جو سہل ہو۔

" قیصر و کسریٰ کے نظام کو تباہ کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اس کی بنا جمہور کی لوٹ کھسوٹ پر تھی۔ بادشاہ، اس کے امیروں اور اس کے مذہبی طبقوں کا کام یہ رہ گیا تھا کہ وہ رعیت کی خون پسینہ ایک کرکے کمائی ہوئی دولت سے عیش کریں، شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:۔ عجم اور روم کے شاہنشاہ اس قدر تعیش میں مبتلا ہوگئے تھے کہ اگر ان کا کوئی درباری لاکھ روپے سے کم قیمت کی ٹوپی یا کمربند پہنتا، تو اسے ذلیل سمجھا جاتا تھا۔"